سوال

(123) ایمان میں امتیازی کیا فرق ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اصل ایمان میں کمی زیادتی ہوتی ہے یا کمال ایمان میں، خوارج اور محدثین کے درمیان تعریف ایمان میں امتیازی کیا فرق ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

قرآن مجید میں کلمہ شہادت کو شجرہ طیبہ (درخت) سے تشبیہ دی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً

حدیث شریف میں آیا ہے:

((الایمان بضع وسبعون شعبۃ افضلھا قول لا الہ الا اللہ۔۔۔ الحدیث))

ایمان کی مثال درخت سے دی گئی ہے جس طرح درخت کی جڑ زمین کے اندر پوشیدہ رہتی ہے اور اوپر اس کا تنا اور ڈالیاں اور شاخیں ہوتی ہیں اسی طرح ایمان بھی ظاہر وباطن اندر اور باہر کے مجموعہ کا نام ہے، ایمان کی جڑ یا تو مومن کے قلب میں یقین واذغان کی صورت میں ہوتی اور پوشیدہ رہتی ہے اور اس کا اعلیٰ شعبہ یعنی تنہ زبان شہادت ہے اور بقیہ اعمال اس جزو تنہ کی شاخ اور ڈالیاں ہیں، جس طرح اندر سے باہر تک درخت کے مجموعی حصہ کو درخت کہتے ہیں اگرچہ تفصیل کے وقت کسی کو جڑ کسی کو شاخ اور تنے سے تعبیر کرتے ہیں اسی طرح ایمان اعتقاد وعمل کے مجموعہ کا نام ہے اور جس طرح بعض شاخ یا تنے کے نکل جانے سے اصل درخت کا وجود باقی رہتا ہے۔

مگر اس میں نقص آجاتا ہے، اس طرح بعض اعمال کے نہ پائے جانے سے اصل ایمان کے اندر نقص آجاتا ہے اور اگر کل اعمال متروک ہو جائیں تو اسکی مثال اس درخت سے ہے جو صرف جڑ ہی جڑ ہے اور درخت کی کوئی حیثیت اس کے اندر موجود نہیں۔ ایسی صورت میں پھر اصل درخت ہی کالعدم بلکہ معدوم ہو جاتا ہے یہی حال ایمان کا ہے اس اسلامی تعریف کو مد نظر رکھتے ہوئے جزو کامل وغیرہ کو جس طرح چاہیں تعبیر کر لیں۔

عبادا تنا شتی وحسنک واحد

شرعی ایمان

پھر ایمان کی یہ تعریف شعی معنی سے ہے یعنی شریعت کے نزدیک یقین و عمل کے مجموعہ کا نام ایمان ہے، بغوی معنی ایمان کے ایک تو امن دینے کے ہیں جس کا مفہوم ان لفظوں میں بتلایا گیا ہے ''المومن من امن الناس بوائقہ'' دوسرے معنی یقین و تصدیق کے ہیں جیسے اخوان یوسف نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا تھا کہ ''وما انت بومن تنا ولو کنا صادقین''کیونکہ مومن کےلیے کتاب وسنت کی باتون اوران کی خبروں پر یقین کرنا ضروری ہے اوریہی چیز انسان کو عذاب سے امن میں رکھنے والی ہے۔ لہٰذا اس لفظ کو اس موقع پر دونوں معنی ملحوظ رکھتے ہوئے استعمال کیا گیا ہے۔ اورچونکہ تصدیق کا ثبوت اعمال سے ہوتا ہے۔ جیسے درخت کا وجود اس کے تنا وشاخوں سے اس لیے حکیم کامل نے اس کو درخت سے تشبیہہ دی اور جس طرح درخت کی ڈالیاں مختلف حیثیت رکھتی ہیں، کوئی بہت بڑی جو قائم مقام درخت کے قرار دی جاتی ہے، تو کوئی بالکل معمولی اسی طرح اعمال کی نوعیت ہے اورج سطرح درخت کی شاخ اور پتیاں کبھی درخت سے الگ ہو جاتی ہیں، اور کبھی صرف ٹہنیوں اور پتوں کی تازگی اور رونق مفقود ہو جاتی ہے اسی طرح اعمال کا اثر کبھی تو نفس ایمان پر پڑتا ہے کبھی اس کی رونق اور رنگت پر لہٰذا کبھی اصل ایمان میں نقص آتا ہے کبھی کمال یعنی اسکی رونق وو بجت پر۔

محدثین وخوارج کا تعریف ایمان میں امتیازی فرق

محدثین اعتقاد واعمال کو ایمان کی تعریف میں لیتے ہوئے پھر بھی ترک عمل کو کفر نہیں کہتے۔ بخلاف خوارج کے ان کے نزدیک انسان باوجود یقین واعتقاد کے ترک عمل سے کافر ہو جاتا ہے اور محدثین کے نزدیک ایسے شخص کا شمار کافر میں نہیں بلکہ فاسق میں ہوگا، خوارج آیت :

وَاَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰیہُمُ النَّارُ کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْہَآ اُعِیْدُوْا فِیْہَا وَقِیْلَ لَہُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ

لیتے ہوئے اس کو کافر قرار دیتے ہیں، مگر حضرات محدثین کہتے ہیں کہ یہاں فسق سے مراد ہی کفر ہے کیونکہ اس کے بعد آتا ہے :

وَقِیْلَ لَہُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ

ہے کیونکہ یہاں غیر مشرک کےلیے مغفرت مقید بشیت کا اظہار کیا گیا ہے اگر صرف توحید سے مومن نہیں اور ترک اعمال سے کافر ہو گیا تو اس کی مغفرت کےلیے صحیح مشیت الٰہی بھی نہیں ہوگی، اس لیے محدثین کے نزدیک باوجود اعمال کے داخل ایمان ہونے کے ان کے ترک سے آدمی کافر نہیں ہوتا اور خوارج کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے۔ (عبداللہ امرتسری ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ جلد اول ص ۱۷،۱۶، فتاویٰ روپڑی)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد 09 ص 299

محدث فتویٰ